تذکرہ مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

مولانا شفیق احمد خان بستوی

دارالعلوم دیوبند سے نسبت بذات خود ایک فضیلت کی چیز ہے اور پھر اس کے اہتمام وانصرام کے منصب پر فائز ہونا بلاشبہ ایک بڑی سعادت وعظمت کی دلیل ہے۔ حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب کو دارالعلوم دیوبند کے ساتھ یہ عظمت و فضیلت والی نسبت حاصل رہے اور اس نسبت عالیہ کا انہوں نے اپنی زندگی میں ایسا شاندار و بے مثال حق ادا کیا ہے جو ہمارے لیے قابل صد رشک اور اعمال صالحہ کی روش پر چلنے والوں کے لیے ایک بہترین نمونہ عمل ہے۔ ہم درج ذیل سطور میں حضرت مرحوم کا علی الاختصار تذکرہ کر رہے ہیں جن سے حضرت کی شخصیت کے نمایاں خدوخال قارئین کے سامنے آئیں گے۔

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰنؒ ایک علمی ومتمول زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، آپ کے دادا مولانا رحیم اللہ صاحب ایک جید عالم دین اور کئی کتابوں کے مصنف تھے، محلہ قاضی پاڑہ بجنور میں ایک مدرسہ قائم فرمایا تھا جو مدرسہ رحیمیہ کے نام سے موسوم تھا، اس میں ابتدائی درجات کے علوم پڑھائے جاتے تھے۔ کافی بڑی تعداد میں لوگ اس مدرسہ سے فیض یاب ہوئے۔ حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن کے والد ماجد مولانا مشیت اللہ صاحبؒ بھی ایک معروف جید عالم دین تھے اور حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے معاصر تھے اور دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے ممبر تھے۔

مولانا مرغوب الرحمٰنؒ اسی محلے قاضی پاڑہ کے آبائی مکان میں 1914ء موافق 1334ھ میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم مدرسہ رحیمیہ میں حاصل کی اور اپنی عمر کے پندرہ سال تک اسی مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے رہے اور درجات علیا کی تعلیم کے لیے ازہر الہند دارالعلوم دیوبند میں 1929ء داخلہ لیا، چار سال تک دیوبند میں تعلیم حاصل کی، اس طرح 1932ء میں آپ نے فراغت حاصل کی۔ عملی زندگی میں قدم رکھتے ہی آپ نے کچھ عرصہ شہر بجنور کے محلہ قاضی پاڑہ کی اپنی آبائی درس گاہ میں تدریسی خدمات انجام دیں اور پھر سماجی ومعاشرتی خدمات سے وابستہ رہے، اپنی شخصیت کی مقبولیت

واحترام کے سبب ہی 1962ء میں مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند کے ممبر منتخب کیے گئے۔ یہ بھی ایک بڑے اعزاز کی بات تھی کہ ایک زمانہ تک آپ کے والد دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے ممبر رہے بعدازاں آپ بھی اسی شرف سے نوازے گئے۔

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب کو مجلس شوریٰ کے فیصلے سے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے دور اہتمام ہی میں 1981ء میں معاون مہتمم دارالعلوم دیوبند بنادیا گیا تھا تاکہ حضرت قاری صاحبؒ کی پیرانہ سالی میں دارالعلوم کے اہتمام وانصرام کے امور میں ایک دیانت داراور صالح معاون کی معاونت ومساعدت حاصل رہے۔ اس اہم ونازک ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے آپ اپنے فرائض سے بحسن وخوبی عہدبرآں ہوئے۔ یہی وجہ تھی کہ جب 82-1981ء میں دارالعلوم کے اندر حالات کا ایک انقلاب آیا اور بہت سارے اموراورانتظام کے شعبوں میں تبدیلیاں سامنے آئیں تو اس وقت کی مقتدر مجلس شوریٰ نے حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن کو دارالعلوم دیوبند کا مہتمم مقرر کیا، اس دور میں جب کہ دارالعلوم کو اپنے ماہانہ اور بعض اوقات یومیہ اخراجات تک میں بڑی مشکلات کا سامنا ہوا تو راقم الحروف کو ذاتی طور پر یہ معلوم ہے کہ حضرت مولانا مرغوب الرحمٰنؒ نے اپنے ذاتی اور شخصی سرمایہ سے پورے دارالعلوم کے اخراجات برداشت کیے اور نہایت فراخ دلی سے علم دین حاصل کرنے والے طلبہ اور علم دین پڑھانے والے علماء اور اساتذہ کی ضروریات کی کفالت فرمائی جو اپنی مثال آپ ہے، اُس وقت طلبہ کی تعداد دو ہزار سے کئی زائد تھی اور آج کل دارالعلوم میں زیر تعلیم طلبہ کی تعداد پانچ ہزار کے قریب ہے۔

جب حضرت کو مہتمم مقرر کیا گیا تو میں نے عمومی انداز کی بات دوستوں سے سنی تھی کہ حضرت کی تنخواہ دارالعلوم کی طرف سے پانچ ہزار مقرر ہوئی تھی، مگر آپ اس متعینہ مقدار میں سے صرف پانچ روپے لیتے تھے اور بقیہ رقم دارالعلوم کے خزانہ میں واپس جمع کرادیتے تھے، کسی نے ایک بار حضرت سے سوال کیا کہ آپ پانچ ہزار میں سے پانچ روپے لے کر بقیہ رقم واپس کردیتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اپنے فضل وکرم سے نوازا ہوا ہے، اس لیے مجھے تو پانچ روپے کی بھی ضرورت نہیں ہے لیکن صرف اس لیے یہ پانچ روپے لیتا ہوں تاکہ میرے دل میں احساس رہے کہ میں دارالعلوم کا ایک ملازم ہوں اور دارالعلوم سے تنخواہ لیتا ہوں اور اس تنخواہ کی وجہ سے احساسِ ذمہ داری رہے کہ مجھ پر بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں، سبحان اللہ! یہ تھے حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن کے عملی صفات کے کچھ خدوخال۔ حضرت کے انتقال کے بعد میں نے دارالعلوم کے کے بعض اساتذہ کرام سے فون پر معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ حضرتؒ نے پوری زندگی دارالعلوم کا ایک روپیہ بھی اپنی ذات پر خرچ نہیں کیا حتیٰ کہ دارالعلوم کی گاڑی جب بھی استعمال کرتے تو گاڑی کا پورا خرچہ اور ڈرائیور کے اخراجات سب اپنی خاص جیب سے ہی ادا کرتے تھے، اپنے مہمانوں کے لیے بھی دارالعلوم کا پیسہ کبھی خرچ نہیں کیا۔

آپ کا زمانہ اہتمام 1982ء سے لے کر 2010ء تک کل تقریباً 29 سال کا عرصہ رہا ہے، دارالعلوم کی پونے دوسو

سالہ تاریخ میں سب سے طویل مدت تک اہتمام چلانے کا ریکارڈ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کا 58 سال کا رہا اور دوسرے نمبر پر مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب کا رہا ہے۔ حضرت مرحوم کے دور اہتمام میں تعمیر و ترقی کے اعتبار سے دارالعلوم دیوبند میں بڑی زبردست ترقی ہوئی، چنانچہ جامع مسجد رشید کی تعمیر ہوئی جو اپنی وسعت اور جلالت کے اعتبار سے پورے علاقہ کی سب سے عظیم الشان مسجد ہے، جس پر اندازاً اٹھارہ کروڑ روپے کی لاگت آئی ہے۔ دار جدید کا وسیع و عریض دارالاقامہ از سر نو تعمیر ہوا جس پر کام جاری ہے۔ اسی طرح شیخ الاسلام منزل جو 75 کمروں پر مشتمل ہے، تعمیر ہوئی۔ 55 کمروں پر مشتمل دارالتحفیظ کمپلیکس تعمیر ہوا، مدرسہ ثانویہ کی تین منزلہ عمارت کی تعمیر ہوئی جو تقریباً دو ہزار گز پر ہے، دارالاساتذہ، دارالتربیت اور رواق خالد جیسی وسیع اور عریض عمارتیں دارالعلوم کی زمین پر حضرت کے دور میں ہی بنیں۔

تعمیر و ترقی کے علاوہ تعلیمی شعبہ میں بھی ترقی ہوئی، چنانچہ شعبہ تخصص فی الحدیث، تخصیص وتدریب فی الفقہ، شعبہ کمپیوٹر، شعبہ انگریزی وعربی ترجمہ کا اجراء ہوا، اسی طرح آپ کے اہتمام کے ابتدائی دور میں ہی کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکزی دفتر دارالعلوم ہی میں قائم ہوا، جس کے تحت علماء وطلبہ کو تحفظ ختم نبوت اور ابطال قادیانیت کے متعلق بیش قیمت معلومات فراہم کرنے کے لیے مختصر دورانیے کے کورس ہر سال کرائے جاتے ہیں۔ تصنیف وتالیف کی مشق وتربیت کے لیے اور اکابرِ دارالعلوم کی مصنفات کی اشاعت کے لیے مورخ اسلام قاضی محمد اطہر مبارک پوریؒ کی سرپرستی میں شیخ الہند اکیڈمی کا قیام دارالعلوم کے احاطہ میں حضرت ہی کے دور اہتمام میں عمل میں لایا گیا۔ نیز طلبہ کی تعداد میں دگنا اضافہ کیا گیا۔

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن کی نمایاں خصوصیات میں جن صفات حسنہ کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے وہ ہیں سادگی، تواضع تحمل، دیانت وامانت، تقویٰ وصلاح ظاہر وباطن، ادارہ چلانے کے لیے تمام ارکان وافرادِ ادارہ کو ربط باہمی سے وابستہ وہم آہنگ رکھنا، حضرت کی خاص صفت تھی۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ نے جب دارالعلوم میں بخاری شریف کا سبق پڑھانا شروع کیا اسی ابتدائی دور کے تلامذہ میں حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب بھی شامل تھے۔

بادی النظر میں حضرت کا اگر قلمی چہرہ یا حلیہ بیان کرنے کی کوشش کروں تو یوں کہہ سکتا ہوں: "معتدل جسم والا ابھرتا ہوا قد، چمکتی ہوئی بلند پیشانی، جھکی ہوئی نظریں، چہرے پر متانت، گندمی رنگ، پُر وقار انداز میں کھلتی ہوئی داڑھی جو گلے کو ڈھانپے ہوئے ہو، بالائی ہونٹ پر بالکل باریک وپست مسنون مونچھیں، سر پر عموماً دو پلی ٹوپی اور شیروانی زیب تن کیے ہو تو خاص دیوبندی ٹوپی، ناک بلندی کی طرف مائل، پہلی مرتبہ سامنا کرنے والا یہی گمان کرے کہ واقعی یہ کوئی اللہ والا، نیک وصالح، سنجیدہ وبردبار شخص ہے۔ حضرت نے شمسی تاریخ کے حساب سے تقریباً ستانوے سال جب کہ قمری تقویم کے حساب سے ایک سو چار سال کی عمر پائی، آپ گذشتہ کئی ماہ سے صاحب فراش تھے اور اپنے وطن مالوف بجنور میں ہی علاج ومعالجہ کی مدت گذار رہے تھے۔ 8 دسمبر 2010ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ اللہ رب العزت حضرت مولانا کی کامل بخشش فرما کر اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین